

نصاری سے متعلق آیات قرآنیہ: شان نزول و ثمرات

QUR'ANIC VERSES RELATED TO THE CHRISTIANS: CONTEXT OF REVELATION (ASBĀB AL-NUZŪL) AND THEIR IMPLICATIONS/BENEFITS

Kausar Perveen

PhD Scholar, Institute of Arabic & Islamic Studies
Govt. College Women University, Sialkot.

4242razia@gmail.com

Dr. Syeda Sadia

Associate Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies
Govt. College Women University, Sialkot

[sayeda.sadia@yahoo.com](mailto:sayed.sadia@yahoo.com)

Abstract:

In Islam, the Nasara (Christians) are mentioned in multiple places in the Holy Qur'an. The Nasara refer to the group of Christians who believe that Jesus ('Īsā, peace be upon him) is the Son of God and who uphold the doctrine of the Trinity. However, the Qur'an guides them toward the correct understanding of Tawhīd (monotheism) and Prophethood. The Qur'an discusses the teachings of the Nasara, their beliefs, the alteration (tahrīf) of the divine scripture, and certain acts of disobedience in detail, so that people may distinguish between truth and falsehood and understand the clear guidance of Islam. The Qur'an also points to the distortion of the Gospel (Injīl) and advises the Nasara to adopt sincerity and devotion in the worship of Allah. Their attitudes toward the prophets, their claims regarding Jesus ('Īsā, peace be upon him), and the instructive aspects of their historical experiences are all mentioned in the Qur'an so that humanity may take lessons from them. Furthermore, the Qur'an clarifies the principles of social relations, justice, and fulfillment of covenants in dealings with the Nasara. All these points provide an overview of the beliefs and practices of the Nasara and teach Muslims to remain steadfast upon Tawhīd, Sharī'ah, and moral principles. The Qur'an aims not only to guide and reform the Nasara but also to provide moral guidance and lessons for reflection for the Muslim community.

Keywords: Nasara (Christians), Qur'an, Tawhīd (Monotheism), Trinity, Jesus, Gospel (Injīl), Taḥrīf (Alteration of Scripture), Prophethood, Islamic Guidance, Interfaith Relations, Justice, Moral Teachings.

اسلام میں نصاریٰ کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ نصاریٰ عیسائیوں کا وہ گروہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور تثلیث کا قائل سمجھتا ہے، جبکہ قرآن انہیں توحید اور نبوت کے صحیح مفہوم کی طرف رہنمائی دیتا ہے۔ قرآن میں نصاریٰ کی تعلیمات، ان کے عقائد، کتاب اللہ میں تحریف اور بعض نافرمانیوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے، تاکہ انسان حق اور باطل میں تمیز کر سکے اور دین اسلام کی روشن رہنمائی کو سمجھ سکے۔ قرآن نصاریٰ کی کتاب، انجیل، میں تحریف کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے اور انہیں اللہ کی عبادت میں اخلاص اپنانے کی نصیحت دیتا ہے۔ انبیاء کے ساتھ نصاریٰ کے رویے، بیسوع علیہ السلام کے حوالے سے ان کے دعوے اور ان کی تاریخ کی عبرت آموز باتیں، سب قرآن میں بیان ہوئی ہیں تاکہ انسان سبق سیکھ سکے۔ اس کے علاوہ نصاریٰ کے ساتھ معاشرتی تعلقات، عدل و انصاف اور وعدوں کی پاسداری کے اصول بھی قرآن میں واضح کیے گئے ہیں۔ یہ تمام نکات نصاریٰ کے عقائد و اعمال کا جائزہ فراہم کرتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ توحید، شریعت اور اخلاقی اصولوں پر استقامت کے ساتھ قائم رہیں۔ قرآن کا مقصد نصاریٰ کی اصلاح اور رہنمائی ہے، نیز مسلمانوں کے لیے عبرت آموز سبق اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرنا بھی ہے۔

نصاریٰ کا عقیدہ تثلیث و توحید

قرآن مجید نصاریٰ کے تثلیثی عقیدے کی مخالفت کرتا ہے اور انہیں توحید کے سچے تصور کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین میں اعتدال اختیار کرو اور اللہ کے متعلق جھوٹ نہ بولو۔ یہ آیت خاص طور پر نصاریٰ کے تثلیثی عقیدے کے تناظر میں نازل ہوئی تاکہ وہ اللہ کو شریک ٹھہرانے والے غلط عقیدے سے باز آئیں۔ فقہی نقطہ نظر سے توحید پر ایمان لانا ہر مسلمان اور اہل کتاب پر لازم ہے، اور شریک ٹھہرانا شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ عملی طور پر یہ آیت عقائد کی سچائی، توحید کی بنیاد اور ایمان کی تصدیق کی اہمیت سکھاتی ہے۔

"يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ"¹
"اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو اور اللہ کے بارے میں
صرف حق ہی کہو۔"

یہ آیت نصاریٰ کے تثلیثی عقیدے کی مذمت اور توحید کی دعوت کرتی ہے۔ شان نزول کے مطابق نصاریٰ نے اللہ کو بیٹا اور شریک ٹھہرایا، جس پر قرآن نے انہیں صریح انتباہ کیا۔ فقہی طور پر یہ آیت ایمان میں توحید، شرک سے اجتناب، دین میں اعتدال اور اللہ کی صفات کو صحیح انداز میں سمجھنے کی تعلیم دیتی ہے، تاکہ ایمان خالص اور شرک سے پاک رہے۔ امام جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں کہ:

"أمر الله أهل الكتاب بالاعتدال في دينهم، ونهى عن الغلو في الصفات، وبين أن الإيمان بالوحدانية واجب وأن القول بالثلاثة شرك."²

"اللہ نے اہل کتاب کو اپنے دین میں اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیا، صفات میں غلو سے منع کیا، اور واضح کیا کہ توحید پر ایمان واجب ہے اور تثلیث کو کہنا شرک ہے۔"

سیوطی بیان کرتے ہیں کہ آیت نصاریٰ کو ان کے عقائد میں توازن اختیار کرنے کی نصیحت ہے۔ یہاں غلو سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی مذہبی عقیدے میں مبالغہ آرائی یا حقیقت کے برعکس اضافہ کرنا ممنوع ہے۔ فقہی نقطہ نظر سے یہ حکم اہم ہے کیونکہ توحید کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا شرک ہے، جو سب سے بڑا گناہ ہے۔ عملی طور پر، یہ ہمیں سکھاتی ہے کہ عقائد میں سچائی، اعتدال اور حقیقت پسندی ضروری ہے، اور کسی بھی طرح کی غلط تفہیم سے بچنا لازمی ہے۔ امام ابن جریر طبری بیان کرتے ہیں کہ:

"والمقصود من هذه الآية تحذيرهم من الغلو في دينهم والافتراء على الله، وإرشادهم إلى التوحيد الخالص."³

"اس آیت کا مقصد انہیں اپنے دین میں حد سے تجاوز کرنے اور اللہ کے بارے میں جھوٹ کہنے سے خبردار کرنا ہے، اور انہیں خالص توحید کی طرف ہدایت دینا ہے۔"

طبری اس آیت کو نصاریٰ کے تثلیثی عقیدے کے تناظر میں سمجھاتے ہیں۔ فقہی لحاظ سے یہ واضح کرتا ہے کہ دین میں حد سے تجاوز کرنا اور اللہ کے بارے میں جھوٹ بولنا ممنوع ہے۔ عملی نقطہ نظر سے یہ آیت ہمیں عقائد کی درستگی، توحید پر ایمان اور ہر قسم کے شرک سے بچنے کی تربیت دیتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور عقیدہ صرف زبانی نہیں بلکہ صحیح تصدیق اور سمجھ کے ساتھ ہونا چاہیے، تاکہ عملی زندگی بھی توحید اور سچائی پر مبنی ہو۔

اہل کتاب کی تحریف کتاب

قرآن مجید نے اہل کتاب کے جن علمی و اعتقادی انحرافات کی نشاندہی کی ہے، ان میں ایک نہایت اہم اور بنیادی مسئلہ تحریف کتاب ہے۔ تحریف سے مراد آسمانی کتاب کے الفاظ یا معانی میں دانستہ تبدیلی کرنا، یا حق کو اس کے اصل مفہوم سے ہٹا کر پیش کرنا ہے۔ قرآن کے مطابق یہ عمل لاعلمی کا نتیجہ نہیں بلکہ دنیاوی مفادات، مذہبی اجارہ داری اور حسد پر مبنی ایک شعوری رویہ تھا، جس نے حق کی اصل صورت کو لوگوں سے اوچھل کر دیا۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَتْؤا بِهِ نَمْنًا قَلِيلًا

"پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کریں۔"

یہ آیت اہل کتاب کی تحریف کو صراحت کے ساتھ بیان کرتی ہے اور اس کے دنیوی محرکات کو بھی واضح کرتی ہے۔ امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب نے اللہ کی نازل کردہ کتاب میں جان بوجھ کر تبدیلیاں کیں۔

¹ النساء: 171

² جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، مطبعة دار الفکر، قاہرہ، 1999، ج 2، ص 231

³ محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الفکر، بیروت، 1992، ج 5، ص 78

يُعَيَّرُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيُحَرِّفُونَهُ عَنْ مَوَاضِعِهِ، ثُمَّ يَنْسُبُونَ ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ افْتِرَاءً عَلَيْهِ⁴

"وہ اللہ کی کتاب کو بدل دیتے تھے اور اسے اس کے اصل مقامات سے ہٹا دیتے تھے، پھر اس تبدیلی کو جھوٹ باندھ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔"

ابن کثیر⁴ کے مطابق تحریف کتاب ایک دانستہ فعل تھا، جس میں اہل کتاب نے اپنے مفادات کے لیے وحی الہی کو مسخ کیا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تحریف محض غلط فہمی نہیں بلکہ ایک شعوری خیانت تھی۔

اہل کتاب کا حسد

قرآن مجید نے اہل کتاب کے جن باطنی امراض کی نشاندہی کی ہے، ان میں حسد ایک بنیادی اور مؤثر سبب کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یہی حسد حق کے انکار، ستانِ حق، رسالت کے انکار اور اہل ایمان کے ساتھ ایذا رسانی جیسے اعمال کا محرک بنا۔ قرآن کے مطابق اہل کتاب کو جب یہ بات گراں گزری کہ آخری نبی ﷺ بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل میں مبعوث ہوئے، تو انہوں نے حسد کی بنا پر حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کی مخالفت کو ترجیح دی۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ⁵

"اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹادیں، محض اپنے دلوں کے حسد کی وجہ سے، اس کے بعد کہ ان پر حق خوب واضح ہو چکا تھا۔"

یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ اہل کتاب کی مخالفت کی جڑ لاعلمی نہیں بلکہ حسد تھا۔ امام ابن کثیر⁴ اس آیت کی تفسیر میں اہل کتاب کے حسد کی وجہ اور اس کے اثرات کو بیان کرتے ہیں۔

أَيُّ حَسَدًا مِّنْهُمْ لَكُمْ عَلَىٰ مَا آتَاكُمُ اللَّهُ مِنَ الْفَضْلِ، إِذْ حَصَصْنَا هَذَا النَّبِيَّ الْكَرِيمَ⁶

"یعنی وہ تم سے اس فضل پر حسد کرتے تھے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا، کیونکہ اس نے تمہیں اس معزز نبی کے ساتھ خاص فرمایا۔"

ابن کثیر⁴ کے مطابق اہل کتاب کا حسد اس بات پر تھا کہ نبوت کا عظیم منصب ان کے بجائے ایک دوسری قوم کو عطا کیا گیا۔ یہی حسد انہیں اس بات پر آمادہ کرتا رہا کہ وہ مسلمانوں کو ایمان سے ہٹا کر کفر کی طرف لوٹانے کی کوشش کریں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا مقام

یہ آیت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور نبی قرار دیتی ہے اور نصاریٰ کے عقیدے کے برخلاف انہیں اللہ کا بیٹا ٹھہرانے کی مخالفت کرتی ہے۔ شان نزول کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نصاریٰ نے یسوع کو اللہ کا بیٹا کہا۔ فقہی طور پر یہ نبیوں کے مقام اور نبوت کے اعتراف کی اہمیت بتاتی ہے، اور عملی طور پر صحیح عقائد اور اللہ کی معرفت کی ضرورت سکھاتی ہے، تاکہ نصاریٰ اور اسلام کے عقائد کے درمیان فرق واضح ہو۔

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمْتَهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ⁷

"یقیناً مسیح عیسیٰ، مریم کے بیٹے، اللہ کے رسول ہیں، اور ان کا کلام اللہ کی طرف سے مریم پر اتارا گیا اور وہ اللہ کی طرف سے روح ہیں۔"

یہ آیت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی اور بندہ قرار دیتی ہے اور نصاریٰ کے غلط عقیدے کو رد کرتی ہے کہ وہ یسوع کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ شان نزول کے مطابق نصاریٰ نے انہیں خدا کی مرتبے پر فائز کرنے کی غلطی کی، جسے قرآن نے توحید کے اصول کی روشنی میں درست کیا۔ فقہی طور پر نبیوں کے مقام اور نبوت کی تصدیق ایمان

⁴ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار الفکر، دمشق، 1419ھ، ج 1، ص 201

⁵ البقرہ: 109

⁶ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار الفکر، دمشق، 1419ھ، ج 1، ص 318

⁷ النساء: 171

کا ضروری جزو ہے۔ عملی طور پر یہ آیت سکھاتی ہے کہ نبیوں کی عظمت اور معجزات کو تسلیم کرتے ہوئے اللہ کی وحدانیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ امام طبری بیان کرتے ہیں کہ:

"المقصود من هذه الآية إنكار القول بأن المسيح ابن الله وتأكيد أنه عبد الله ورسوله، لهتدي الناس إلى التوحيد الصحيح."⁸

"اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے والے قول کو رد کیا جائے اور یہ تصدیق کی جائے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، تاکہ لوگ صحیح توحید کی طرف رہنمائی پائیں۔"

طبری کے مطابق یہ آیت نصاریٰ کے عقیدے کی اصلاح اور توحید کی وضاحت کے لیے نازل ہوئی۔ قرآن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور نبی قرار دیتا ہے، نہ کہ اللہ کا بیٹا، جو نصاریٰ کے بتلیشی عقیدے کی صریح مخالفت ہے۔ فقہی طور پر نبیوں کے مقام اور نبوت کا اعتراف ایمان کی بنیاد ہے، اور عملی طور پر یہ آیت عقائد کی درست تفہیم، صحیح معرفت اور توحید کی اہمیت سکھاتی ہے تاکہ دین میں صداقت اور شرک سے اجتناب قائم رہے۔

نصاریٰ کی کتاب اللہ میں تحریف

قرآن مجید نصاریٰ کی کتاب میں تبدیلی اور تحریف کی نشاندہی کرتا ہے تاکہ لوگوں کو صحیح دین اور اللہ کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔ بعض اہل کتاب نے اللہ کی کتاب میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کی، اور اسے اللہ کا کلام ظاہر کیا۔ فقہی نقطہ نظر سے کتاب اللہ کی تحریف سختی سے ممنوع ہے، اور نصاریٰ کے ساتھ گفتگو میں کتاب کی تصدیق ضروری ہے۔ عملی طور پر یہ آیت ہمیں مذہبی نصوص کی حفاظت، قرآن کی صداقت اور توحید پر ایمان کی اہمیت کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ"⁹

"بتاہی ہے ان لوگوں پر جو کتاب کو اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔"

یہ آیت نصاریٰ اور اہل کتاب کے اس عمل کی مذمت کرتی ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب میں تحریف کی اور اسے اللہ کا کلام ظاہر کیا۔ شان نزول کے مطابق بعض اہل کتاب نے دنیاوی مفاد کے لیے کتاب میں تبدیلیاں کیں۔ فقہی طور پر یہ عمل سخت ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے۔ عملی طور پر آیت ہمیں نصوص کی حفاظت، قرآن کی صداقت اور ایمان میں دیانت داری کی اہمیت سکھاتی ہے، اور واضح کرتی ہے کہ دین کو دنیاوی مفاد کے لیے مسخ کرنا شدید مذموم عمل ہے۔ امام الفخر رازی بیان کرتے ہیں کہ:

"لقد نزلت هذه الآية لتحذير أهل الكتاب من تحريف كتبهم والتلاعب بكلمات الله، وإرشادهم إلى الاعتراف بما جاء في الكتب من عند الله."¹⁰

"یہ آیت اہل کتاب کو ان کی کتابوں میں تحریف کرنے اور اللہ کے کلام سے کھیلنے سے خبردار کرنے کے لیے نازل ہوئی، اور انہیں اللہ کی جانب سے نازل شدہ کتابوں کو قبول کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔"

رازی کے مطابق یہ آیت اہل کتاب کی تحریف کی مذمت اور تصدیق کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ فقہی طور پر یہ واضح کرتی ہے کہ اللہ کی کتاب میں کسی بھی قسم کی تبدیلی گناہ کبیرہ ہے۔ عملی طور پر یہ آیت ہمیں قرآن کی صداقت پر ایمان، نصوص کی حفاظت اور مذہبی تعلیمات کے صحیح فہم کی ضرورت سکھاتی ہے، تاکہ دین کے معاملات میں دیانتداری قائم رہے اور کوئی شخص ذاتی مفاد کے لیے اللہ کے احکام کو مسخ نہ کرے۔

⁸ محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الفکر، بیروت، 1992، ج 5، ص 85

⁹ المائدة: 41-43

¹⁰ الفخر الرازی، تفسیر المباحث الفلسفیه، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2001، ج 4، ص 198

نصاری اور اللہ کی عبادت

قرآن مجید نصاریٰ کو اللہ کی عبادت خالص طور پر کرنے کی ہدایت دیتا ہے تاکہ وہ شرک آمیز عقائد سے بچیں اور توحید کے حقیقی شعور کو اپنائیں۔ شان نزول کے مطابق یہ ہدایت نصاریٰ کے متعلیٰ عقیدے اور غلط تصورات کے سدباب کے لیے نازل ہوئی۔ فقہی طور پر عبادت میں اخلاص لازمی ہے اور شرک سے اجتناب فرض ہے۔ عملی طور پر یہ نصیحت عبادت میں صفائی، خلوص اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کی اہمیت سکھاتی ہے۔

"فَاعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ" ¹¹

"پس اللہ کی عبادت کرو اور دین کو خالص اسی کے لیے کر دو۔"

یہ آیت نصاریٰ کو خالص توحید اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کی نصیحت کرتی ہے۔ شان نزول کے مطابق یہ ہدایت نصاریٰ کے شرک آمیز عقائد کی اصلاح کے لیے دی گئی۔ فقہی طور پر عبادت میں اخلاص واجب ہے اور شرک سے اجتناب فرض ہے۔ عملی طور پر یہ نصیحت عبادت میں صفائی، خلوص اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کی اہمیت سکھاتی ہے۔ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ:

"آية الأمر بالعبادة الخالصة نزلت لهداية أهل الكتاب إلى توحيد الله وإخلاص العبادة له، وترك ما يشركون به من الأوثان والأفكار." ¹²

"یہ حکم عبادت کی آیت اہل کتاب کو اللہ کی توحید اور عبادت میں اخلاص کی طرف رہنمائی کے لیے نازل ہوئی، اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے والی بتوں اور خیالات سے بچنے کی نصیحت کرتی ہے۔"

ابن کثیر کے مطابق یہ آیت نصاریٰ کو خالص توحید کے تحت عبادت کرنے کی ہدایت دیتی ہے اور شرک و اضافی عقائد سے بچنے کی نصیحت کرتی ہے۔ فقہی طور پر عبادت میں اخلاص لازمی ہے اور ہر قسم کی ملاوٹ یا شرک ممنوع ہے۔ عملی طور پر یہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ عبادت صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو اور دل، زبان اور عمل میں خلوص کے ساتھ دین کی پیروی کی جائے تاکہ ایمان میں صداقت اور استقامت قائم رہے۔

نصاریٰ کی نافرمانی اور عذاب

قرآن مجید میں نصاریٰ اور اہل کتاب کی بعض نافرمانیوں کا ذکر اس لیے آیا ہے تاکہ انسان عبرت حاصل کرے اور اپنی زندگی میں اصلاح پیدا کرے۔ شان نزول کے مطابق، یہ آیت بعض یہودیوں اور نصاریٰ کے نافرمان رویے کے حوالے سے نازل ہوئی تاکہ امت مسلمہ کو نافرمانی کے نقصانات اور اللہ کی طرف رجوع کی ضرورت سمجھائی جاسکے۔ فقہی طور پر نافرمانی کے نتائج واضح کیے گئے ہیں، اور عملی طور پر یہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ نافرمانی نقصان دہ ہے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔

"لَقَدْ كَانَتْ أُمَّةٌ مِّن قَبْلِكُمْ يَهَادُونَ وَيَعَصُونَ" ¹³

"یقیناً تم سے پہلے ایک قوم تھی جو نافرمانی کرتی اور گمراہ ہوتی تھی۔"

یہ آیت نصاریٰ اور بعض یہودیوں کی نافرمانی اور اللہ کے احکامات کی مخالفت کی مذمت کرتی ہے۔ شان نزول کے مطابق ان کے رویے کو سبق آموز انداز میں بیان کیا گیا تاکہ آنے والی نسلیں ان سے عبرت حاصل کریں۔ فقہی طور پر یہ واضح کرتی ہے کہ نافرمانی اور حکم الہی سے انکار خطرناک ہیں اور عذاب کا سبب بن سکتے ہیں۔ عملی طور پر یہ ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اصلاح، اطاعت اور شکر گزاری ایمان کی بنیاد ہیں، اور ہر انسان کو اللہ کے احکام پر عمل، نصیحت قبول کرنے اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ گمراہی اور عذاب سے محفوظ رہے۔ غلام رسول سعیدی بیان کرتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم سے پہلے کی قومیں، جیسے بنی اسرائیل اور بعض نصاریٰ، اپنی نافرمانی کی وجہ سے گمراہ اور

عذاب کے قابل ہو گئی تھیں۔ اس کا مقصد صرف ان کی مذمت نہیں بلکہ امت مسلمہ کے لیے سبق اور نصیحت ہے تاکہ

مسلمان بھی اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اصلاح کی راہ اپنائیں۔" ¹⁴

¹¹ الزمر 2:39

¹² اسماعیل بن عمر ابن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار ابن حزم، بیروت، 2002ء، ج 6، ص 110

¹³ البقرة 61:2

¹⁴ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2005ء، ج 5، ص 178۔

سعیدی یہاں واضح کرتے ہیں کہ آیت کی تعلیم عملی ہے: پچھلی قوموں کی غلطیوں پر غور کر کے اپنی اصلاح کریں اور اللہ کی اطاعت کی راہ اپنائیں۔ پیر کرم شاہ بیان کرتے ہیں:

"یہ آیت ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ نافرمانی کرنے والی قومیں ہمیشہ عذاب کی زد میں آتی ہیں۔ قرآن ہمیں پچھلی قوموں کی حالت پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ انسان اپنی اصلاح کرے اور حق کی طرف رجوع کرے۔"¹⁵

قرآن کی تعلیمات صرف تاریخی بیان نہیں بلکہ عملی رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ بنی اسرائیل اور نصاریٰ کی نافرمانی کے واقعات مسلمانوں کے لیے عبرت ہیں، تاکہ وہ اللہ کی اطاعت کریں اور اصلاح کی راہ اپنائیں۔ فقہی اور عملی نقطہ نظر سے یہ سبق دیتا ہے کہ نافرمانی نقصان دہ ہے، عبرت حاصل کرنا ضروری ہے، اور ہر مؤمن کو اپنی زندگی میں اللہ کی رضا کے لیے اصلاح، اطاعت اور نصیحت قبول کرنے کی عادت اپنانی چاہیے۔ پچھلی قوموں کی مثالیں انسانیت کے لیے عملی رہنمائی اور نصیحت کا ذریعہ ہیں۔

نصاریٰ اور عبرت آموز تاریخ

قرآن مجید نصاریٰ اور اہل کتاب کی تاریخ سے سبق سیکھنے پر زور دیتا ہے۔ شان نزول کے مطابق یہ آیت ان کے درمیان علم، نبوت اور حکم کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے عبرت حاصل کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ فقہی نقطہ نظر سے تاریخی واقعات سے سبق لینا اور نصاب قائم کرنا ایمان کی تقویت اور اخلاقی تربیت کے لیے ضروری ہے۔ عملی طور پر یہ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ماضی کے تجربات کو سمجھ کر زندگی میں استقامت اور درست رویہ اختیار کرنا انسانی فلاح کے لیے اہم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"وَلَقَدْ آتَيْنَا الَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَى الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ"¹⁶

"اور ہم نے بے شک یہودیوں اور نصاریٰ کو کتاب، حکم اور نبوت دی ہے۔"

یہ آیت یہودیوں اور نصاریٰ کو ان کی دی گئی نعمتوں کی یاد دہانی کراتی ہے تاکہ وہ اپنی تاریخ سے سبق سیکھیں۔ شان نزول کے مطابق یہ آیت ان کے درمیان علم، نبوت اور حکم کی نعمتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے تاکہ عبرت حاصل کی جائے اور آئندہ کی اصلاح ممکن ہو۔ فقہی نقطہ نظر سے یہ واضح کرتی ہے کہ تاریخ سے سبق لینا، نصاب قائم کرنا اور اعمال میں استقامت اختیار کرنا ضروری ہے۔ عملی طور پر یہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اپنی زندگی میں پچھلے تجربات کو سمجھ کر راستہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ القرطبی بیان کرتے ہیں کہ:

"هذه الآية تذكر بني إسرائيل والنصاري بما أنعم الله عليهم من الكتاب والحكم والنبوة لتكون لهم

عبرة وموعظة يتعظون بها."¹⁷

"یہ آیت بنی اسرائیل اور نصاریٰ کو اللہ کی دی گئی کتاب، حکم اور نبوت کی نعمتوں کی یاد دہانی کراتی ہے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور نصیحت کے طور پر سبق لیں۔"

قرطبی کے مطابق آیت کا مقصد یہودیوں اور نصاریٰ کی عبرت آموز تاریخ کو اجاگر کرنا ہے۔ فقہی نقطہ نظر سے یہ تاریخ سے سبق لینے کی اہمیت بیان کرتی ہے۔ عملی طور پر یہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ ماضی کے تجربات اور اللہ کی دی گئی نعمتوں کی پہچان ہمیں اعمال میں استقامت اور درست رویہ اپنانے کی ترغیب دیتی ہے۔ الزمخشری بیان کرتے ہیں کہ:

"الآية تدل على أن الله ذكرهم بالكتاب والحكم والنبوة لتكون لهم ذكرى وعبرة في أمور دينهم

وَدُنْيَاهُمْ."¹⁸

¹⁵ کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2010ء، ج4، ص202۔

¹⁶ البقرة: 211

¹⁷ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، دار الفکر، بیروت، 2000ء، ج2، ص188

¹⁸ فخر الدین الرازی الزمخشری، الکشاف عن حقائق التنزیل وعلوم التأویل، دار ابن کثیر، دمشق، 1998ء، ج1، ص256

"یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ اللہ نے ان کو کتاب، حکم اور نبوت کی یاد دلائی تاکہ یہ ان کے لیے دینی و دنیوی امور میں نصاب اور عبرت کا ذریعہ بنے۔"

زمنخشی بتاتے ہیں کہ آیت نصاریٰ اور اہل کتاب کو ان کی نعمتوں کی یاد دلاتی ہے تاکہ وہ اپنی تاریخ سے سبق لیں۔ فقہی طور پر یہ واضح کرتی ہے کہ تاریخ سے عبرت لینا اور نصاب قائم کرنا ایمان اور اخلاق کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے۔ عملی طور پر یہ ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ماضی کی غلطیوں اور نعمتوں کی پہچان سے زندگی میں درست رویہ اپنانا ممکن ہے اور اس سے فرد اور معاشرہ دونوں میں بھلائی آتی ہے۔

واقعہ صلیب اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی اور رسول تھے جنہیں بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ انہوں نے توحید، عدل اور شریعت موسیٰ کی تجدید کی دعوت دی۔ مگر یہودی علماء اور سردار، جو اپنی مذہبی بالادستی کھونا نہیں چاہتے تھے، ان کی تعلیمات سے حسد کرنے لگے۔ ان کے معجزات، مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، اندھوں کو بینا کرنا، اور بیماروں کو شفا دینا، عوام میں ان کی مقبولیت کا باعث بنے، جس سے یہودی رہنماؤں کے دلوں میں دشمنی اور نفرت مزید بڑھ گئی۔ جب حضرت عیسیٰ نے کھلے عام بنی اسرائیل کے گمراہ سرداروں کو جھوٹا قرار دیا، تو یہودیوں نے رومی گورنر پونٹیس پیلٹس (Pontius Pilate) کے سامنے ان پر بغاوت کا الزام لگا کر ان کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ رومی حکام سیاسی دباؤ کے باعث حضرت عیسیٰ کو گرفتار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک یہود اناخریوٹلی (Judas Iscariot) نے ان کے ٹھکانے کی نشاندہی کر کے دشمنوں کی مدد کی۔

انجیل کے مطابق، حضرت عیسیٰ کو رومی سپاہیوں نے صلیب پر چڑھایا، مگر قرآن کے بیان کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دشمنوں کے ہاتھوں ذلیل و ہلاک ہونے سے بچالیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

"وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ"¹⁹

"اور ان کے اس قول کے سبب کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم، اللہ کے رسول کو قتل کر دیا، حالانکہ نہ انہوں نے انہیں قتل کیا،

نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ ان پر ایسا ظاہر کیا گیا۔"

یعنی کسی اور شخص پر حضرت عیسیٰ کی شباهت ڈال دی گئی کچھ روایات کے مطابق وہ یہود اناخریوٹلی تھا جسے لوگوں نے غلطی سے عیسیٰ سمجھ کر صلیب پر چڑھا

دیا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنے خاص فضل سے آسمانوں پر اٹھالیا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"بَل رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا"²⁰

"بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔"

یہ رفع دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف عزت، حفاظت اور روحانی بلندی کے معنوں میں ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ جسمانی طور پر آسمان پر اٹھائے جانے کا

واقعہ تھا، جیسا کہ احادیث میں تصریح ملتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد ان کے شاگردوں نے ان کی تعلیمات کو پھیلانا شروع کیا، مگر وقت گزرنے کے ساتھ کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں غلو کیا اور انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ یہ عقیدہ بعد میں مسیحیت کی بنیاد بن گیا، حالانکہ قرآن نے واضح طور پر اس کی تردید

کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يُنزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ صَالِحًا وَيُنزِلُ الْخَنزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَعْدِلُ فِي الْأَرْضِ"²¹

"عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کریں گے اور زمین میں عدل قائم کریں

گے۔"

¹⁹ النساء: 157

²⁰ النساء: 158

²¹ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیٰ ہما السلام، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1421ھ حدیث: 3448

یعنی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ دوبارہ زمین پر آئیں گے، ظلم و باطل کا خاتمہ کریں گے، اور اسلام کے غلبے کو دنیا میں ظاہر کریں گے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل نہیں کیا۔ ان پر صلیب کا واقعہ محض شبہ یا ظاہری صورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں کی طرف اٹھالیا۔ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے اور عدل و امن قائم کریں گے۔ یوں واقعہ صلیب بظاہر عبرت کا مظہر تھا، لیکن درحقیقت وہ اللہ کی قدرت، نبی کی حفاظت، اور اس وعدے کی تکمیل تھی کہ "اللہ اپنے رسولوں کی ضرور مدد کرتا ہے" ²²۔

خلاصہ کلام

قرآن مجید میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کا ذکر امت مسلمہ کے لیے عبرت، رہنمائی اور عملی اصول واضح کرنے کے لیے آیا ہے۔ یہ آیات نہ صرف ان کے تاریخی اور روحانی رویوں کی نشاندہی کرتی ہیں بلکہ مسلمانوں کو اخلاقی، دینی اور معاشرتی اصولوں پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دیتی ہیں۔ قرآن نے اہل کتاب کے عقائد، اعمال، اور انبیاء کے ساتھ تعلقات کو بیان کیا تاکہ ایمان، عمل صالح اور اخلاقی کردار کی اہمیت واضح ہو، کیونکہ صرف علم یا کتاب رکھنے سے ہدایت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ آیات شکرگزاری، اطاعت، معاشرتی بھلائی، توحید کی تعلیم، اور شرک سے بچنے کی ہدایت دیتی ہیں۔ اہل کتاب کے ساتھ جائز تعلقات، معاہدات، تجارت اور دعوت کے اصول بیان کیے گئے ہیں تاکہ مسلمان دینی اور معاشرتی طور پر مضبوط رہیں۔ نصاریٰ کے عقائد، خاص طور پر تثلیث اور مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دینے کی غلط فہمیاں، اصلاح اور توحید کی روشنی میں واضح کی گئی ہیں۔ قرآن امت مسلمہ کو سکھاتا ہے کہ بین الدینی تعلقات میں اعتدال اختیار کیا جائے، اور ایمان، اخلاق، اور عملی اطاعت کے ذریعے بہترین امت بننے کی کوشش کی جائے۔ شان نزول کی روشنی میں یہ آیات مخصوص حالات کے جواب میں نازل ہوئیں، مگر ان کے اسباق عام اور ہمہ گیر ہیں۔ مجموعی طور پر، یہ تعلیمات مسلمانوں کو دینی، اخلاقی اور عملی طور پر مضبوط، مستحکم اور بہترین امت بننے کی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. ابو جعفر جلال الدین محمد الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار صادر، بیروت، 2001
3. اسماعیل بن عمر ابن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دار ابن حزم، بیروت، 2002
4. جار اللہ الزمخشری، الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون التأویل، دار ابن کثیر، دمشق، 1998
5. جلال الدین السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، مطبعة دار الفکر، قاہرہ، 1999
6. غلام رسول سعیدی، تیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، 2005
7. فخر الدین الرازی، تفسیر المباحث الفلسفیة، دار الکتب العلمیة، بیروت، 2001
8. قرطبی، محمد بن احمد الانصاری، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1997
9. کرم شاہ، ضیا القرآن، ضیا القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2010
10. محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، دار الکتب العلمیة، بیروت، 2001
11. محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الفکر، بیروت، 1992